سندھ کے مختلف ادیبوں نے "سر ودٗ سر یراگ" کے مختلف پہلوؤں پر اپنے علمی مقالے پڑھے اور سامعین نے انکو بہت پسند فرمایا اور مذاکرہ کامیاب رہا۔ اس پر ہم جناب اللہ بخش نظامانی، اور جناب مرزا ممتاز صاحب کو مبارکباد کہتے ہیں۔ جن کی ادبی اور ثقافتی مساعی سے بھٹ شاہ ثقافتی مرکز میں حضرت شاہ بھٹائیؒ کے کلام اور فکر و فلسفہ پر اچھا تحقیقی کام ہو رہا ہے۔

جس طرح سندھ کو برصغیر میں باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے تو اسی طرح تصوف اور خدا پرستی کے مرکز ہونے کا بھی افتخار سندھ کو حاصل ہے، تصوف کی قدیم ترین کتاب اللمع کی تحقیق کے مطابق بایزید بسطامیؒ کے استاد ابو علی ایک سندھی بزرگ تھے اور اسی طرح اس دور میں ان کے ایک عظیم خلیفہ بھی دیبل سندھ کے تھے، سہروردی طریقہ بھی سب سے پہلے سندھ میں پہنچا جن کے رہنما اور مرشد مخدوم نوح بکھری سندھی تھے جو براہِ راست شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ اور فیض یافتہ تھے۔ ان کے بعد قلندر لعل شہباز عثمان مرندی نے اپنے وطن مرند ایران کو خیرباد کہہ کر سندھ میں سکونت اختیار کی اور رشد و ہدایت کے لئے سیوہان سندھ کو مرکز بنایا، آپ کے بیسیوں سندھی خلفاء اور تربیت یافتہ تھے اور آپ کا مزار زیارت گاہِ خاص و عام رہا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج تک آپکی زندگی اور فکر و فلسفہ پر کوئی تحقیق نہیں ہوئی حال ہی میں ناظم اعلیٰ اوقاف سید قطب علی شاہ نے سیوھان سندھ میں قلندر لعل شہباز اکیڈمی کا سنگ بنیاد رکھا ہے اور آپ کی صدارت میں علماء اور ادباء پر ایک بورڈ تشکیل ہوا ہے اور حضرت قلندر شہباز کی زندگی اور فکر پر تین تحقیقی کتابیں سندھی، اردو اور انگریزی میں لکھائی جا رہی ہیں اس طرح یہ علمی کام شروع ہو گیا ہے اور پروفیسر محبوب علی چنا اس علمی کام کی نگرانی کر رہے ہیں اور محکمہ اوقاف سندھ کی طرف سے اس نئی اکیڈمی کو کافی مالی اعانت بھی کی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس طرح یہ علمی کام بخوبی سرانجام ہوگا سندھ اور بیرون سندھ حضرت قلندر شہباز کی سوانح اور فکر سے متعارف ہونگے۔